وہ صبح کبھی تو آئے گی

(ایک سچی کہانی)

4822CH08

میں بہت چھوٹی تھی جب بھوپال میں گیس پھیلی تھی ۔ میری امّی بتاتی ہیں کہ وہ مجھے اپنے بازوؤں میں جکڑ کر جہانگیر آباد کی طرف دوڑی تھیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے اپنا پہلا قدم بیماری ہی کی حالت میں آگے بڑھایا تھا اور اب بھی میں پوری طرح ٹھیک نہیں ہو پائی ہوں۔ بیچ میں کچھ روز مجھے تھوڑے آرام کا احساس ہوا، لیکن اب پھر وہی پرانی حالت لوٹ آئی ہے۔ میرا گلا اور آنکھیں سوج جاتی ہیں۔ میرے چہرے پر سوُجن رہتی ہے۔ گلے کے اندر ہی اندر خون رِستا رہتا ہے۔ میری سانس بُری طرح پھولنے لگتی ہے اور میں بے حال ہو جاتی ہوں۔ میرے پورے بدن پر لال لال چکتّے پڑ گئے ہیں۔ شروع میں یہ چکتّے ایک ایک روپیے کے سکّے جیسے تھے۔ اب یہ ذرا چھوٹے ہو گئے ہیں۔ میرا دایاں پاؤں اب بھی ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے چلنے میں دِقّت ہوتی ہے اور دیکھو میرے پیر میں

© NCERT not to be republished

چھالے پڑے ہوئے ہیں۔ ہم پر کیا کچھ گزری ہے ..... ہماری زندگی گیس کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے بدل گئی ہے۔

میرے ابّو اس حادثے میں ختم ہو گئے، تب ہم بہت چھوٹے تھے۔ میری ماں کی دماغی حالت خراب ہو گئی۔ وہ دروازے پر بیٹھی ابّو کا انتظار کرتی رہتی تھیں۔ ہم سے کہتی تھیں کہ ''ابّو آنے والے ہیں، ان کے لیے چائے بنالو''۔ وہ اُن کے پیروں کی آہٹ محسوس کرتیں اور چلا کر کہتیں کہ ''وہ گھر آگئے ہیں''۔ ہم ان سے کہتے کہ ''ابّو مر چکے ہیں''۔ پر وہ ہم سے کہتی تھیں کہ ''ایسی باتیں نہیں کرتے''۔ اگر ہم دوبارہ یہی بات کہتے تو وہ ناراض ہوتی تھیں۔ ہمیں مارتی تھیں۔ ہم ان کو اطمینان دلاتے تھے کہ وہ اتنا پریشان نہ ہوں۔

ڈاکٹر ہم سے کہتے تھے کہ انھیں خوش رکھا کرو۔ لیکن ان کی حالت دیکھ کر روئے بغیر رہنا مشکل ہوتا تھا۔ یہ سب کئی مہینوں تک چلتا رہا۔ رفتہ رفتہ کسی طرح امّی نے خود کو

© NCERT not to be republished

سنبھالا۔ شاید اس احساس نے انھیں ٹھیک ہونے میں مدد دی کہ انھیں ہی کچھ تدبیر کرنی ہوگی تا کہ ہم سب زندہ رہ سکیں۔

میرے ابّو کی ایک دوکان تھی۔ کسی نے سمجھا بجھا کر وہ دوکان پانچ سو روپیے میں بکوادی۔ جب تک وہ پیسہ رہا ہمیں کھانے کو ملا۔ پھر میری امّی کئی جگہوں پر گئیں، ہر جان پہچان والے کے پاس، اُدھار مانگنے۔ انھیں دوسروں کا کام بھی کرنا پڑتا۔ اس کے علاوہ میرے علاج پر کچھ نہ کچھ خرچ بھی ہوتا رہا۔ میں ہمیشہ سے بیمار رہی ہوں۔ میری ایک جڑواں بہن ہے جو بالکل ٹھیک ہے۔ میری امّی چلاّتی تھیں کہ وہ میری مسلسل بیماری اور علاج سے تنگ آ چکی ہیں۔

ایک مرتبہ کی بات ہے جب میں بہت بیمار تھی۔ کسی نے امّی کو پرائیویٹ ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی صلاح دی۔ وہ ڈاکٹر بہت اچھا مانا جاتا تھا۔ مجھے نرسنگ ہوم لے جایا گیا۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ میں مرنے والی ہوں۔ علاج کے لیے صرف نرسنگ ہوم کے بستر کا خرچ ہی ڈھائی سو روپیہ روزانہ کا ہے، علاج کا خرچ الگ۔ میری امّی نے بتایا کہ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔ تب اس نے کہا کہ وہ مجھے گھر لے جائیں۔ پر وہ نہ مانیں۔ میں وہیں پڑی رہتی جب تک کہ دوپہر کو وہ واپس نہ آتیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ پیسہ کہاں سے لاتیں۔ پر وہ میرے علاج کے لیے کہیں نہ کہیں سے پیسے لے ہی آتیں۔

اب میں آیوروید کی دوائیں استعمال کر رہی ہوں اور اس سے مجھے کافی آرام ہے۔ میرے پاؤں کے چھالے سوکھ رہے ہیں۔ پسلیوں کا درد چلا گیا ہے۔ چہرے کی سوجن کم ہوگئی ہے اور سر درد، بدن درد اور گلے سے خون کا رسنا بند ہوگیا ہے۔ اب مجھے پہلی مرتبہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں ٹھیک ہوسکتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ ابھی ہمیں بہت دور جانا ہے۔ میں بہت خوش رہتی ہوں۔ میں اب جینا چاہتی ہوں۔

(سلمٰی)

© NCERT not to be republished

مشق

1 معنی یاد کیجیے:

راحت	:	آرام،سکون
تدبیر	:	کوشش، ترکیب
رفتہ رفتہ	:	آہستہ آہستہ

2 نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:

حادِثہ　　اِنتظار　　خَرچ　　مَرتبہ

3 غور کیجیے:

1984ء کی سردیوں میں مدھیہ پردیش کے شہر بھوپال میں گیس کا ایک بہت بڑا سانحہ رُونما ہوا تھا۔ اس سانحے کی ذمہ داری یونین کاربائیڈ نامی ایک غیر ملکی کمپنی پر عائد ہوتی ہے۔ زہریلی گیس کے رِسنے سے پورے شہر میں کہرام مچ گیا تھا۔ ہزاروں انسان اور جانور اس سانحے میں اپنی جانیں گنوا بیٹھے تھے۔ زہریلی گیس کے اثر سے ہزاروں لوگ بیمار پڑ گئے۔ یہ بیماری ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی گئی۔ آج بھی اس سانحے کے شکار بہت سے افراد زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں اور اپنے حق کی مانگ کر رہے ہیں۔ ان کی دوا اور علاج کا جو اہتمام کیا جانا چاہیے تھا اب تک نہیں ہو سکا۔ اس مسئلے نے ایک لمبے قانونی جھگڑے کی حیثیت اختیار کر لی ہے، جس کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔ گیس کا یہ سانحہ ہمارے سامنے کئی سوال لے کر آیا ہے۔ صنعتی ترقی نے جہاں انسان کو بہت سے فائدے پہنچائے ہیں، وہیں اس کے لیے کچھ

© NCERT not to be republished

آزمائشیں بھی کھڑی کردی ہیں۔ اس مسئلے پر ہم سب کو نئے سرے سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

4 سوچیے اور بتائیے:

(i) سلمٰی کی امّی اسے بازوؤں میں جکڑ کر جہانگیرآباد کی طرف کیوں دَوڑیں؟

(ii) سلمٰی کی امّی کس بات پر اس سے ناراض ہوتی تھیں؟

(iii) سلمٰی کی امّی کی دماغی حالت کیوں خراب ہوگئی تھی؟

(iv) نرسنگ ہوم کے ڈاکٹر نے امّی سے کیا کہا؟

(v) سلمٰی نے ایسا کیوں کہا کہ میں اب جینا چاہتی ہوں؟

5 خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھریے:

پیسے   کام   سوج   جینا   چھالے

(i) میرا گلا اور آنکھیں.............جاتی ہیں۔

(ii) انھیں دوسروں کا.............بھی کرنا پڑتا۔

(iii) ہمارے پاس اتنے.............نہیں ہیں۔

(iv) میرے پاؤں کے.........سوکھ رہے ہیں۔

(v) میں اب......................چاہتی ہوں۔

6 نیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

بیماری   آرام   چھالے   حادثہ   علاج   سوجن

© NCERT not to be republished

7 اس سبق میں لفظ 'رفتہ رفتہ' استعمال ہوا ہے۔ کسی بات میں زور پیدا کرنے کے لیے جملے میں لفظ کو دوبارا استعمال کیا جاتا ہے۔ ان جملوں پر غور کیجیے اور ایسے تین جملے بنائیے:

شام ہوتے ہوتے گھونسلہ تیار ہو گیا۔

چلتے چلتے وہ تھک گیا۔

تھوڑے تھوڑے وقفے سے وہ ہمیں دیکھتا رہا۔

ذرا ذرا سی بات پر روٹھ جاتا ہے۔

8 عملی کام:

(i) اس سبق میں بھوپال گیس سانحے سے ہوئی تباہ کاری کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا شکار ہونے والی سلمٰی کی کہانی ''وہ صبح کبھی تو آئے گی'' عنوان کے تحت بیان کی گئی ہے۔ یہی عنوان ساؔحر لدھیانوی کے گیت 'اُمید' کا ایک مصرعہ بھی ہے۔ آپ اسی طرح کے کچھ اور گیتوں، نغموں، کہانیوں، مضامین کے کسی جملے یا مصرعوں کو تلاش کیجیے اور ان کی فہرست بنائیے۔

(ii) اس طرح کے کسی اور سانحے کے بارے میں ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

© NCERT not to be republished